بیعتِ عشق
(مرشد رومی، شمس تبریز کے چالیس قوانینِ عشق اور ان سے جلنے والے چالیس چراغ)
شیراز احمد
بیعتِ عشق
(مرشد رومی، شمس تبریز کے چالیس قوانینِ عشق اور ان سے جلنے والے چالیس چراغ)
شیراز احمد

بیعتِ عشق

(مرشد رومی، شمس تبریز کے چالیس قوانین عشق اور ان سے جلنے والے چالیس چراغ)

شیراز احمد

لاہور ○ کراچی ○ حیدرآباد
e-mail: fictionhouse1991@gmail.com

نام کتاب : بیعتِ عشق

(مرشد رومی، شمس تبریز کے چالیس قوانین عشق اور ان سے جلنے والے چالیس چراغ)

مصنف : شیراز احمد

اہتمام : ظہور احمد خاں

پبلشرز : فکشن ہاؤس، لاہور

کمپوزنگ : فکشن کمپوزنگ اینڈ گرافکس، لاہور

پرنٹرز : سید محمد شاہ پرنٹرز، لاہور

سرورق : ریاض ظہور

اشاعت : 2020ء

قیمت : -/300 روپے

تقسیم کار:

فکشن ہاؤس: بک سٹریٹ 68- مزنگ روڈ لاہور، فون: 042-36307550-36307551

فکشن ہاؤس: 52,53 رابعہ سکوائر حیدر چوک حیدر آباد، فون: 022-2780608

فکشن ہاؤس: نوشین سنٹر، فرسٹ فلور دوکان نمبر 5 اردو بازار کراچی، فون: 021-32603056

لاہور ○ کراچی ○ حیدر آباد

e-mail: fictionhouse2004@hotmail.com

آقائے دو جہاں محمدِ مصطفیٰ ﷺ کے نام ـــــــ

جن کی محبت نے میرے لیے عشق کا

در کھول دیا

دیباچہ

1244ء میں 34 کے سن تک مولانا محمد جلال الدین رومی ایک عالم کے طور پر پورے قونیہ میں مشہور ہو چکے تھے بادشاہ و امراء, معتقدین اور شاگردوں کا ایک لامتناہی سلسلہ تھا جو ہمیشہ ان کی محفل کا متمنی رہتا رومی اپنی کامیابی سے بالکل مطمئن اور مسرور نظر آتے تھے ان کا اپنی ہر دلعزیزی پر نازاں ہونا بجا تھا ان کا اثر بہت تیزی سے پھیل رہا تھا ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہ سلسلہ کار بڑی عمدگی سے اپنے انجام کو پہنچنے والا ہے اچانک قونیہ میں ایک پراسرار ہستی نمودار ہوتی ہے اس کا اثر فوری اور سرایت کن تھا کہ معتدل مزاج اور باضابطہ معلم اپنی تدریس چھوڑ چھاڑ اس عارف کا معتقد بن گیا پراسرار شخص کی آمد کے ساتھ ہی رومی کی زندگی میں ایک انقلاب رونما ہوا اور جو اس انقلاب کا باعث بنے وہ شخص تھے شمس تبریز___ دونوں کی ملاقات کے متعلق مختلف روایات ملتی ہیں پہلی روایت افلاقی کی ہے اس کے مطابق حضرتِ شمس تبریز میں اپنی بزرگی کی وجہ سے مشہور تھے اور ایک پہنچے ہوئے بزرگ کمال الدین جندی کے مرید تھے روحانیت کی تلاش میں انھوں نے کئی ملکوں کا سفر کیا اس لیے پرندے کے نام سے پکارے جانے لگے انہوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ انہیں ایسے انسان کی خبر دی جائے جو رضائے الٰہی

میں سب سے زیادہ مقرب ہو تاکہ وہ اسے عشق حقیقی کے رموز سے آگاہ کریں اور خرقہ ولایت سونپیں انہیں قونیہ کے مولانا جلال الدین رومی کے متعلق اشارہ دیا گیا لہذا وہ قونیہ آکر ٹھہر گئے اور مولانا رومی سے ملاقات کا انتظار کرنے لگے ایک روز وہ سرائے کے دروازے پر بیٹھے تھے کہ رومی کی سواری نکلی وہ ایک گھوڑے پر سوار تھے طالبعلموں اور عقیدت مندوں کا ہجوم جو ساتھ ساتھ پیدل چل رہا تھا شمس اپنی جگہ سے اٹھے آگے بڑھ کر گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور رومی سے یوں مخاطب ہوئے:

"آپ عالم ہیں مجھے بتایئے کہ حضور ﷺ اللہ کے زیادہ برگزیدہ بندے ہیں یا بازید بسطامی ؟"

رومی نے جواب دیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو بدرجہا زیادہ بڑے اور انبیاء میں سب سے مقرب ہیں۔

شمس بولے کہ پھر یہ کیا بات ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو کہا کرتے تھے خدایا جیسا تجھے جاننا چاہیے تھا ہم نہیں جانتے لیکن بایزید کہتے ہیں کہ سبحان اللہ میری شان کس قدر بڑی ہے۔

یہ سوال سن کر رومی بے ہوش ہو گئے حواس بحال ہونے پر سائل کو اپنے گھر لے گئے جہاں دونوں چالیس روز تک چلہ کش رہے۔

جامی یوں رقمطراز ہیں ___

رومی معمول کے مطابق اپنے گھر میں بیٹھے درس و تدریس میں مصروف تھے ایک شخص اندر داخل ہوا سلام کر کے آہستگی سے ایک طرف بیٹھ گیا پھر کتابوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نووارد نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے رومی گفتگو

میں مشغول تھے اس سوال پر برافروختہ ہوگئے اور فرمایا
"یہ وہ ہے جو تم نہیں جانتے" اجنبی نے تمام کتب اٹھا کر سامنے
پانی کے حوض میں پھینک دیں ایسے قیمتی سرمائے کے
زیاں پر رومی نے احتجاج کیا تو شمس نے حوض میں ہاتھ
ڈالا اور تمام کتابیں نکال کر کنارے پر رکھ دیں کتابیں ویسے
ہی خشک تھیں نمی کا نام تک نہ تھا رومی نے حیرت سے
دانتوں میں انگلی دبالی اور شمس سے پوچھا یہ کیا ہے شمس
نے رومی کا جواب ہی دوہرا دیا "یہ وہ ہے جو تم نہیں جانتے"

ایک راوی دولت شاہ کے مطابق شمس تبریز کسی ایسے شخص کی تلاش میں تھے جو ان کی روحانیت کا شریک بن سکے جسے سلوک کی منازل طے کروا کے سرفرازی عطا کریں سو ان کی ملاقات مولانا روم سے ہو گئی شمس نے رومی سے پوچھا علم کا مقصد کیا ہے؟ رومی نے بڑے اعتماد سے جواب دیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنا اور ان تک رسائی پانا شمس نے کہا یہ تو ہر کوئی جانتا ہے رومی نے پوچھا کہ آپ کے نزدیک علم کا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے شمس نے جواب دیا کہ علم تو وہ ہے جو تمہیں اس کے سرچشمے تک لے جائے پھر سنائی کا یہ شعر پڑھا۔

علم کز تو ترا نہ بستاند
جہل زاں علم بہ بود بسیار

ترجمہ: جو علم تجھے تجھ سے نہ لے لے ایسے علم سے جہل بہت
بہتر ہے

رومی اور شمس کے تعلق کو رومی کے ایک خواب سے واضح کیا جا سکتا

ہے رومی نے خواب دیکھا کہ وہ چراغوں کی روشنی میں قرآن پڑھ رہے ہیں غور سے دیکھتے ہیں تو وہ چراغ دراصل شمس کی پانچوں انگلیاں ہیں جو جل رہی ہیں۔

مولانا رومی نے حضرت شمس تبریز کی عظمت کا اعتراف اپنے اس شعر میں یوں کیا ہے۔

مولوی ہرگز نہ شُد مولائے روم

تا غلام شمس تبریزی نہ شُد

غرض شمس، رومی کے ساتھ چالیس روز چلہ کش رہے اس مجاہدے کا ثمر ان کے چالیس قوانینِ عشق کی صورت میں سامنے آیا۔

پیش لفظ

میں یقین سے نہیں کہہ سکتا عمر کے کس حصے میں رومی سے متعارف ہوا لیکن شمس تبریز سے اصل تعارف اس وقت ہوا جب ان کے چالیس قوانینِ عشق پڑھے ___

میں یہ دعویٰ تو نہیں کر سکتا کہ ان قوانین پر دسترس رکھتا ہوں لیکن جتنا بھی سمجھا اس نے مجھے ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ان قوانین کے ترجمے کا ارادہ اس وقت کیا جب اردو میں باوجود بسیار تلاش مجھے اچھا ترجمہ نہیں مل سکا ایک تو ویسے ہی ترجمہ کو ہمیشہ یہ اندیشہ لاحق رہتا ہے کہ مضمون کی روح یا کم از کم معنی تو ضرور فوت ہو جائیں گے سو اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے میں نے ان قوانین کا ترجمہ کیا اردو میں مروجہ تصوف کی تراکیب و اصطلاحات میرے مد نظر رہیں ترجمے کے ساتھ ساتھ مضمون کو برقرار رکھتے ہوئے جہاں ممکن تھا وہاں تلخیص سے بھی کام لیا سو میں اپنی حد تک مطمئن ہوں میں نے ترجمے کے ساتھ انصاف کیا ہے باقی فیصلہ قارئین کے حوالے ___

میرا معمول یہ تھا کہ ایک کے بعد ایک قانون کا ترجمہ کرتا اور اسے احباب کے ساتھ سوشل میڈیا پر شیئر کرتا جاتا اُن کی رائے لیتا جب چالیس قوانین پورے ہو گئے تو دوستوں نے کہا کہ کیا یہ صرف چالیس ہی تھے اور کیا ہم "مزید"

اکتساب سے محروم رہیں گے؟ اور ہماری تشنگی کا کیا؟ کچھ نے مشورہ دیا آپ خود بھی لکھیں شروع میں تجویز بہت عجیب لگی لیکن پھر خیال گزرا کہ ان قوانین سے مزید چراغ روشن کیے جائیں سو مزید چالیس چراغ لکھ دیئے جو شاید انہی قوانین کا پر تو ہیں___

ان قوانین اور چراغوں کو کتابی شکل دینے کا ایک مقصد ان کو محفوظ کرنا بھی تھا کتاب کا پہلا حصہ شمس تبریز کے چالیس قوانین عشق کا ترجمہ ہے جبکہ دوسرا حصہ انہی قوانین سے جلنے والے چالیس چراغ ہیں جو میرے دل میں روشن ہوئے اور میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔

میں اپنی اس کاوش میں چند لوگوں کو معاون یا باقاعدہ حصہ دار سمجھتا ہوں اور خاص طور پر ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جن میں مخدوم ٹیپو سلمان، عبدالرحیم صاحب، عبدالقیوم ساجد راؤ، محمد ذی شان الٰہی، رائے معظم وکیل اور بابر بشیر صاحب شامل ہیں۔

شیراز احمد

حصہ اوّل

قانونِ عشق

1. قانونِ عشق

جیسے ہم ویسا ہمارا خدا

ہم خدا کے متعلق بالکل ویسا ہی گمان رکھتے ہیں جیسا کہ ہم خود ہوتے ہیں اگر خدا کا خیال ہمارے ذہن میں خوف اور گناہ کو جنم دے تو اسکا مطلب ہے کہ خوف اور گناہ کی جڑیں ہمارے اندر بہت گہری ہیں اور اگر ہم محبت کرنے والے اور معاف کرنے والے ہیں تو ہمارا خدا بھی محبی اور رحیم ہوگا۔

2. قانونِ عشق

سچ کا راستہ

سچ کا راستہ دل سے ہو کر گزرتا ہے دماغ سے نہیں؛ اپنے دل کو اپنا رہنما بناؤ، دماغ کو نہیں۔ مبارزت قبول کرو اور نفس پر فتح پاؤ اس حقیقت کا ادراک کرتے ہوئے کہ تمہاری خودی تمہیں عرفانِ الٰہی کی منزل تک لے جائے گی۔

3. قانونِ عشق

ہمااوست

حق کا مشاہدہ آپ کائنات میں موجود ہر شئے میں کر سکتے ہیں
کیونکہ خدا محض مسجد، معبد، مندر یا چرچ تک محدود نہیں
آپ جب اور جہاں اسے پکاریں گے وہیں اُسے پائیں گے اور
ہاں اس کا مسکن ایک سچے محبت کرنے والے کا دل ہے۔

4. قانون عشق

دو عین
(عقل و عشق)

محبت اور عقل مختلف مادوں سے بنے ہیں عقل انسان کو مضبوطی سے باندھے رکھتی ہے اور اس میں کچھ بھی داؤ پر نہیں ہوتا محبت تمام الجھاؤ ختم کر دیتی ہے اور سب کچھ داؤ پہ لگا دیتی ہے عقل محتاط ہے اور کہتی ہے کہ انبساط اور وجد سے پرہیز کرو جبکہ محبت کہتی ہے، سوچو مت! محبت میں گم ہو جاؤ، عقل رائیگاں نہیں جاتی جبکہ محبت بڑی آسانی سے کھنڈر میں بدل سکتی ہے مگر خزانے ہمیشہ کھنڈرات میں ہی ملتے ہیں ٹوٹا ہوا دل ہمیشہ مخزن ہوتا ہے۔

5۔ قانونِ عشق

بے معنی الفاظ

دنیا کے اکثر مسائل کی بنیاد زبان کی لغزش اور معمولی
غلط فہمیاں ہوتی ہیں کبھی بھی الفاظ کو ان کے بظاہر مطالب
سے مت جانچو۔ جب تم محبت کے حصار میں قدم رکھتے ہو تو
الفاظ بے معنی ہو جاتے ہیں جن باتوں کا بوجھ الفاظ نہیں اٹھا
سکتے انہیں خاموشی بآسانی کہہ دیتی ہے۔

6. قانونِ عشق

تنہائی اور گوشہ نشینی کا فرق

تنہائی اور گوشہ نشینی دو مختلف چیزیں ہیں جب تم تنہا ہوتے ہو تو تمہارا اپنے نفس کے فریب میں مبتلا ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے جبکہ گوشہ نشینی بدرجہا بہتر ہے جس سے مراد ہے تنہائی کا احساس ہوئے بغیر تنہا رہنا۔ اس سے بھی بہتر ہے کہ تم کوئی مونس پالو جو تمہارا ہی عکس ہو اسی کی نظر سے تم خود کو پہچانو اور ممکن ہے خدا کو بھی۔

7. قانونِ عشق

مایوسی کفر ہے

زندگی میں جو بھی درپیش ہو، حالات کتنے ہی کٹھن ہوں مایوسی کے قریب بھی نہ پھٹکنا۔ تمام در بند بھی ہوں تو خدا تمہارے لیے نیا راستہ کھول دیتا ہے جب کوئی خوشگوار ہوا کا جھونکا تمہارے دل کے پھول کھلا دے تو اس کا شکر ادا کرو صوفی نہ صرف نعمتوں بلکہ محرومیوں کے لیے بھی خدا کا شکر گزار ہوتا ہے۔

8. قانونِ عشق

صبر امید ہی کی شکل ہے

صبر سے ہر گز مراد بے عملی اور بے دست و پائی نہیں. یہ دُور اندیشی کا دوسرا نام ہے ثابت قدمی کا تعلق بھی اسی سے ہے اس کا مطلب ہے کانٹوں کو دیکھتے ہوئے پھول دیکھنا اور رات کو دیکھتے ہوئے صبح کا یقین ہونا. بے صبری کم ظرفی کی علامت ہے ایمان والوں کے صبر کا پیمانہ کبھی لبریز نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ہلال ایک دن ضرور چاند بن کے مسکرائے گا

9. قانونِ عشق

خودی کا سفر

مشرق مغرب شمال جنوب، سمتیں بے معنی اور منزلیں بے سُود۔ سفر در حقیقت باطن کی طرف ہے خودی کی تلاش ہے ساری دنیا کا سفر بھی اس کے آگے کوئی حثیت نہیں رکھتا۔

10. قانونِ عشق

درد کی بھٹی

درد اور پیدائش کا تعلق دایہ بخوبی جانتی ہے خود کی پہچان کے لیے درد سے شناسائی لازم ہے جس طرح مٹی کو برتن میں ڈھلنے کے لیے بھٹی سے گزرنا پڑتا ہے اسی طرح درد کی بھٹی عشق کو پختہ کر دیتی ہے۔

11. قانونِ عشق

جستجوئے عشق

جستجوئے عشق ہمارے اندر انقلاب برپا کر دیتی ہے جب تک
سالک کو منزل کی صداقت کا یقین نہ ہو وہ بے مراد ہی
رہتا ہے جس وقت راہِ عشق پر صدقِ دل سے عمل پیرا ہوا
جائے عین اسی لمحے ظاہر و باطن بدلنے لگتے ہیں۔

12. قانونِ عشق

مرشدِ حق

اس دنیا میں بہت سے جعلی گروہیں اور اسی طرح کم علم استاد بھی. سچا مرشد کبھی خود پسند اور دنیا دار نہیں ہوتا. مرشدِ حق کبھی خود سے تمہیں اپنی طرف مائل نہیں کرے گا اور نا ہی کبھی تم سے غیر مشروط تابعداری و تعریف کا خواہاں ہو گا بلکہ وہ خود کو پہچاننے اور تذکیہ نفس میں تمہاری مدد کرۓ گا سچا مرشد شیشے کی طرح ہوتا ہے جو روشنیِ حق کے لیے واسطہ بنتا ہے اس کی قربت سے حق کی خوشبو آتی ہے۔

13. قانونِ عشق

زندگی کو راستہ دو

زندگی کی راہ میں آنے والی تبدیلیوں سے جھگڑو مت۔ بلکہ زندگی کو خود میں سے گزرنے دو۔ زندگی کی اونچ نیچ تمہیں خوفزدہ نہ کرنے پائے کیا معلوم لمحۂ موجود آنے والے لمحے سے بہتر ہو۔

14. قانونِ عشق

خدا اور اس کا شاہکار

خدا ہر طرح سے "تم" میں مصروف ہے اُس کی پوری توجہ اپنے شاہکار پر مرکوز ہے تم سب ابھی نامکمل ہو جبکہ فنکار اپنے شاہکار کی تکمیل میں ڈٹا ہوا ہے تم میں سے ہر ایک کے ساتھ وہ اِنفرادی طور پر نبرد آزما ہے کیونکہ انسانیت اور محبت ہی اُس کے فن کی معراج ہے۔

15. قانونِ عشق

خالق بذریعہ مخلوق

ایک بے عیب، بے خطا اور زبردست خدا سے محبت کرنا سہل ہے۔ مشکل دراصل انسانوں سے ان کی تمام خامیوں اور عیبوں سمیت محبت کرنا ہے۔ کوئی اتنا ہی جان سکتا ہے جتنی اس میں چاہت ہو۔ عشق سے بڑھ کر کوئی حکمت نہیں۔ جب تک کہ تم خدا کی مخلوق کی محبت کے قابل نہ ہو جاؤ اس وقت تک تم خدا کو پہچان سکتے ہو اور نہ ہی اس سے محبت کر سکتے ہو۔

16. قانونِ عشق

گناہِ دل

اصل گناہ وہ ہے جس کا تعلق دل سے ہو باقی سب قابلِ معافی ہے صرف ایک غلاظت ایسی ہے جو پاک پانیوں سے بھی نہیں دُھل سکتی وہ ہے نفرت اور حسد جو روح پر ثبت ہو. تم اپنے جسم کو تو عبادت و ریاضت سے پاک کر سکتے ہو مگر دل کی پاکیزگی کے لیے اُس کا محبت سے لبریز ہونا ضروری ہے۔

17. قانونِ عشق

خود کا محاسبہ، عرفان کا راستہ

پوری کائنات ایک انسان کے دل میں سمائی ہوئی ہے اور یہ تم میں بھی ہے تمہارے آس پاس موجود لوگ جنہیں تم پسند کرتے ہو اور جن سے تم نفرت کرتے ہو کسی نہ کسی صورت تمہارے اندر موجود ہیں لہٰذا شیطان کو بھی کہیں باہر مت تلاش کرو یہ مجسم صورت میں کہیں لامکاں سے حملہ آور نہیں ہو گا یہ اندر کی خفیف سی آواز بھی ہو سکتی ہے اپنی ذات کے عرفان کے لیے تمہیں خود کا ایماندارانہ محاسبہ کرنا ہو گا تب تمہارا دل و دماغ منور ہو جائے گا۔

18. قانونِ عشق

خود سے پیار بھی ضروری ہے

اگر تم اپنے ساتھ دوسروں کا رویہ بدلنا چاہتے ہو تو خود کا اپنے ساتھ رویہ بدلو جب تک تم خود سے حقیقتاً محبت کرنا نہیں سیکھ لیتے دوسرے تمہارے ساتھ محبت کر ہی نہیں سکتے ہاں جب تم یہ مقام پالو گے تو دوسروں کو اپنے وہ پتھر بھی واپس لینا ہوں گے جو اس سے قبل انہوں نے تم پر پھینکے تھے اور جلد ہی تم پر پھول نچھاور ہونے لگیں گے۔

19. قانونِ عشق

راستہ اور منزل

راستے کے بارے میں پریشان ہونے کی بجائے اپنی توجہ سفر پر مرکوز رکھو یہ مشکل ضرور ہے مگر فیصلہ کن بھی. بس خیر کی راہ پر چل پڑو منزل کی جانب قدرت تمہیں خود ہی لے جائے گی. زمانے کے ساتھ مت چلو بلکہ خود زمانہ بنو۔

20. قانونِ عشق

اختلاف کا احترام کرو

اُس نے تمہیں احسن صورت پر تخلیق کیا اور کمال دیکھو
کوئی بھی کسی سے نہیں ملتا سب ایک دوسرے سے مختلف
ہیں حتیٰ کہ ہر دل بھی اپنی الگ ہی دُھن پر دھڑکتا ہے اگر
اُس کا منشا یہ ہوتا کہ سب ایک جیسے ہی ہوں تو اس کے لیے
کیا مشکل تھا اس لیے اختلاف کا احترام نہ کرنا اور اپنے خیالات
دوسروں پر ٹھونسنا ایسا ہی ہے جیسے اُس کے مقدس
منصوبے کی توہین کی جا رہی ہو اور عزت و ذلت تو اُسی
کی طرف سے ہے۔

21. قانونِ عشق

اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے

اگر ایک درویش شراب خانے میں بھی چلا جائے تو وہ اس کو عبادت گاہ بنا دے گا جبکہ ایک شرابی اس میں جائے گا تو اسے عشرت کدہ میں ہی بدلے گا ہم جو بھی کرتے ہیں خدا کے نزدیک اس عمل کا ظاہر سے زیادہ باطن اہم ہے درویش بھی کسی کے ظاہر کو خاطر میں نہیں لاتا جب وہ کسی کو دیکھتا ہے تو بند آنکھوں سے، تیسری آنکھ کھول کر اسکے دل میں جھانکتا ہے۔

22. قانونِ عشق

اعتدال، صوفی کا راستہ

زندگی ایک وقتی قرض ہے اور دنیا حقیقت نہیں محض اسکی ایک جھلک ہے صرف بچے یا نادان حقیقی اشیاء کی بجائے کھلونوں سے بہلتے ہیں پھر بھی کچھ لوگ اسی زندگی کو حاصل جان کر خود کو برباد کر لیتے ہیں زندگی میں ہر طرح کی انتہاؤں سے دور رہو کیونکہ یہ تمہارا اندرونی توازن بگاڑ دیتی ہیں صوفی کبھی انتہاء کو نہیں چھوتا اور ہمیشہ اعتدال کا دامن تھامے رکھتا ہے۔

23. قانونِ عشق

انسان بحیثیت نمائندہِ خدا

انسان کو خدا کی تخلیق میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے خدا کہتا ہے کہ میں نے اس میں اپنی روح پھونکی ہے. ہم میں سے ہر کسی کو اس نے بلا تخصیص زمین پر اپنا نمائندہ مقرر کیا. ذرا بتاؤ کب کب تم نے اسکے نمائندہ کی طرح رویہ اپنایا. کیا واقعی کبھی اپنایا بھی؟ یہ ہم سب پر لازم ہے اس کی منشاء کو تلاش کریں اور ویسے ہی جئیں۔

24۔ قانونِ عشق

جنت و جہنم

جنت، جہنم دُور نہیں، آس پاس ہی ہیں اور لمحہ موجود میں ہیں جب تم محبت کی راہ پر چلتے ہو تو تمہارا ہر قدم جنت کیطرف اٹھتا ہے اور جب کبھی تم نفرت، غصے یا لڑائی کے جذبات سے مغلوب ہو جاتے ہو تو جہنم کا راستہ چن لیتے ہو۔

25. قانونِ عشق

معرفتِ قرآن

ہر قاری اپنی استعداد کے مطابق قرآن کو مختلف سطحوں پر سمجھتا ہے معرفتِ قرآن کی چار سطحیں ہیں. پہلی سطح ظاہری مطالب کی ہے لوگوں کی اکثریت اسی پر قناعت کرتی ہے دوسری سطح ظاہر سے قریب لیکن ادبی نوعیت کی ہے تیسری سطح گہری اور باطنی مطالب کی ہے جبکہ چوتھی سطح بہت گہری. الفاظ سے ماورا اور بیان سے عاری ہے۔

26. قانونِ عشق

ربطِ کائنات

یہ کائنات ایک اکائی ہے ہر چیز اور ہر کوئی ایک مربوط اور نادیدہ تعلق سے جڑے ہیں چاہے اسکا ادراک ہو یا نہ ہو. ان سب میں باہم ایک خاموش گفتگو جاری ہے یہ ضرر رساں نہیں بلکہ ایک عبادت کی طرح ہے نہ یہ چغلی ہے اور نہ غیبت حتیٰ کہ ایک معصوم سا جملہ بھی نہیں۔ کہے گئے الفاظ ضائع نہیں ہوتے بلکہ ایک لامحدود خلاء میں محفوظ ہو جاتے ہیں اور کچھ عرصہ میں پلٹ کر آتے ہیں۔ کسی انسان کی تکلیف سب کو متاثر کرتی ہے کسی ایک انسان کی خوشی سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھیر دیتی ہے۔

27. قانونِ عشق

دنیائے بازگشت

یہ دنیا بازگشت کے پہاڑوں میں گھری ہے جو بھی تم کہو گے، اچھا یا برا، کسی نہ کسی شکل میں لوٹ کر تم تک آئے گا لہٰذا اگر کوئی تمہارے بارے میں برے خیالات کو دل میں پناہ دے اور تم اس کی ویسے ہی الفاظ میں مذمت کرو تو یہ صرف معاملات کو خراب کرے گا یوں تم بد باطن اور کینہ پرور لوگوں میں اس طرح گھر جاؤ گے کہ برائی کے اس محور سے جان چھڑانا مشکل ہو جائے گا اسکے برعکس تم چالیس روز تک ایسے شخص سے متعلق نیکی اور خیر کے جذبات لیے اپنے دل میں چلہ کش ہو جاؤ چالیس روز بعد سب تمہارے حق میں بدل جائے گا کیونکہ تمہارا باطن بدل جائے گا۔

28. قانونِ عشق

ابدیت، وقت سے آزادی

ماضی ایک تجزیہ ہے جبکہ مستقبل ایک سراب۔ وقت ایک سیدھی لکیر کی طرح ماضی سے مستقبل کی طرف سفر نہیں کرتا بلکہ وقت ہم میں اور زمانے میں سے ایسے گزرتا ہے جیسے ایک ناختم ہونے والا دائرہ۔ لافانیت کا مطلب لا محدود وقت نہیں بلکہ بذاتِ خود وقت کی نفی ہے اگر تم ابدیت کے نور کا تجربہ کرنا چاہتے ہو تو ماضی اور مستقبل سے آزاد ہو جاؤ اور حال میں جیو۔

29. قانونِ عشق

قسمت کیا ہے

قسمت کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ تمہارے راستے اور منزل کا
تعین پہلے سے ہی ہو چکا ہے سو سب کچھ قسمت پر چھوڑ دینا اور
کائنات کی موسیقی میں سر گرم نہ ہونا, محض کم علمی ہے۔
اس کائنات کی موسیقیت کو خود میں سرائیت کرنے دو یہ
بھی چالیس سُروں پر مشتمل ہے تمہاری قسمت کا سُر
وہی ہے جس پر تم اپنی زندگی کا راگ چھیڑتے ہو شاید تم اپنا
ساز نہ بدل سکو لیکن اس کو تم کتنا اچھا بجاتے ہو یہ مکمل طور
پر تمہارے اپنے ہاتھ میں ہے۔

30. قانونِ عشق

درویش سراپا محبت

ایک سچے درویش کی زبان پر اپنے بدترین مخالفین کے لیے بھی حرفِ ملامت نہیں آتا حتیٰ کہ جب اس پر بہتان تراشی بھی کی جائے یا چہار جانب سے لوگ دشنام طراز ہی ہوں وہ اُف تک نہیں کہتا اور نہ ہی بد دُعا کا پتھر پھینکتا ہے ایک صوفی الزامات نہیں بانٹتا۔ کسی مخالف یا مقابل کا ذکر ہی کیا جب کوئی "دوسرا" ہے ہی نہیں اور کسی دوسرے کو الزام کیا دینا جبکہ ہے ہی صرف "ایک"۔

31. قانونِ عشق

مومن نرم دل ہوتا ہے

چٹان کی طرح مضبوط ایمان کے لیے دل کا روئی جیسا نرم ہونا ضروری ہے۔ زندگی میں پیش آنے والے حادثات، آفات، بیماریاں، نقصانات اور خوف ہمیں کچھ نہ کچھ ضرور سکھاتے ہیں تا کہ ہم خود غرضی اور نفس پرستی سے لڑیں اور رحمدلی و فیاضی اپنائیں کچھ لوگ تو ان سب سے سبق سیکھ کر نرم پڑ جاتے ہیں جبکہ کچھ مزید سرکشی اختیار کرتے ہیں۔

32. قانونِ عشق

خالق و مخلوق میں حائل نہیں پردے

تمہارے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہونا چاہیے کسی امام، پادری، ربی کو مذہب و اخلاق کا ٹھیکیدار نہ ٹھہراؤ تمہارے اور رب کے درمیان کوئی مرشد یا تمہارا اپنا عقیدہ دیوار نہ بنے۔ اپنی اقدار اور اصولوں پر یقین رکھو مگر دوسروں کو ان کا غلام نہ بناؤ اگر تم دل توڑتے جاؤ گے تو اپنی تمام عبادات دریا بُرد سمجھو۔ صنم پرستی کی تمام صورتوں سے بچو یہ نظر دُھندلا دیتی ہے خدا اور صرف خدا سے ہی رہنمائی طلب کرو سچ سیکھو مگر خیال رہے کہیں تمہارا سچ شجرِ بے ثمر نہ ہو جائے۔

33. قانونِ عشق

فنا کا احساس

اس دنیا میں ہر شخص کسی نہ کسی مقام پر پہنچنے کی کوشش کرتا ہے اور کچھ پا بھی لیتا ہے کیا اپنی موت کے بعد ترکہ میں کچھ چھوڑ جانے کے لیے؟ یقیناً تمہاری منزل فنا کا اعلیٰ مقام ہونا چاہیے۔ اس زندگی کو روشنی کی طرح جیو مگر صفر 0 کی طرح خالی۔ ہم ایک برتن سے کچھ زیادہ مختلف نہیں، یہ برتن کے باہر منقش بیل بوٹے نہیں بلکہ اس کے اندر کا خلاء ہے جو برتن کو سیدھا جوڑے رکھتا ہے بالکل اسی طرح یہ حصول کی خواہش نہیں بلکہ فنا کا احساس ہے جو ہمیں قائم رکھتا ہے۔

34. قانونِ عشق

درویش کی تسلیم ورضا کی خُو

اطاعت سے مراد کمزوری یا اندھی تقلید نہیں اور نہ ہی اس کا تعلق مسئلہ جبر و قدر سے ہے بلکہ یہ تو اس کے بالکل ہی الٹ ہے۔ حقیقی قوت تمہارے اندر موجود خودی کی اطاعت میں مضمر ہے وہ لوگ جو زندگی کی آفاقی سچائیوں کی اطاعت کر لیتے ہیں وہ مطمئن اور امن و آشتی سے بھرپور زندگی گزارتے ہیں چاہے دنیا ایک کے بعد ایک شورش بھگت رہی ہو۔

35. قانونِ عشق

ہر رگے ہر جائی ھُو

اس دنیا میں آسانیاں اور ہمواریاں نہیں جو ہمیں آگے بڑھاتیں ہیں در حقیقت یہ حقیقی اختلاف کی بدولت ہی ممکن ہے اس کائنات میں موجود تمام اختلافات ہم میں سے ہر ایک کے اندر بھی موجود ہیں لہٰذا ایک ایمان والے کی اپنے اندر موجود کافر سے بھی واقفیت ضروری ہے اور ایک کافر کو اپنے اندر موجود ایمان والے کو بھی پہچاننا چاہیے یہاں تک کہ تمہاری خودی کی تکمیل ہو جائے اور تم کامل ہو جاؤ. ایمان ایک درجہ بدرجہ عمل ہے اور اختلاف و انکار اس کی تکمیل کرتے ہیں۔

36۔ قانونِ عشق

جو بیجو گے وہی کاٹو گے

یہ دنیا مکافاتِ عمل کے اصولِ زرّیں پر قائم کی گئی ہے نیکی کا ایک قطرہ ہو چاہے برائی کا ہلکا سا دھبہ، کچھ بھی رائیگاں نہیں جائے گا۔ سازشیں، چالیں اور منصوبے بھی پلٹا دیئے جاتے ہیں اگر کوئی پھندہ لگا رہا ہے تو یاد رکھے کہ خدا بھی مصروفِ کار ہے وہ سب سے بڑا منصوبہ ساز ہے ایک پتے کی جنبش بھی اس کے احاطۂ علم سے باہر نہیں۔ اس بات کو جان لو کہ خدا جو بھی کرتا ہے بہت خوب کرتا ہے۔

37. قانونِ عشق

خدا ایک گھڑی ساز

خدا ایک ماہر اور جزئیات کا خیال رکھنے والا گھڑی ساز ہے لہٰذا ویسا ہی اس کا ترتیب دیا گیا نظام ہے جس نے کائنات میں موجود ہر شئے کو باندھ رکھا ہے خوشی، غمی اپنے وقت پر وقوع پذیر ہوتے ہیں نہ ایک لمحہ قبل اور نہ ہی ایک لمحہ تاخیر سے۔ وقت ہر کسی سے ایک جیسا سلوک کرتا ہے بغیر کسی استثناء کے۔ ہر کسی کے لیے عشق اور موت کا بھی وقت مقرر ہے۔

38. قانونِ عشق

خود کو بدلو

خود سے یہ سوال کرنے میں کبھی تاخیر نہیں کرنی چاہیے کہ کیا میں اپنی موجودہ زندگی میں کوئی تبدیلی لانا چاہتا ہوں؟ کیا میں حقیقتاً خود کو اندر سے بدلنا چاہتا ہوں؟ اگر تمہارا مزید ایک دن بھی پہلے دنوں جیسا ہی گزرتا ہے تو تم واقعی قابلِ رحم ہو۔ ہر لمحہ، ہر سانس اپنی خودی کی تجدید کرتے رہو اور نئی زندگی جینے کا ایک ہی راستہ ہے کہ موت سے پہلے فنا پا جاؤ۔

39. قانونِ عشق

ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

صرف جزو بدلتا ہے جبکہ کُل ہمیشہ قائم رہتا ہے جب بھی
کوئی اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے چاہے نیک ہو یا گناہ گار تو
کوئی دوسرا اس کی جگہ پیدا ہو جاتا ہے اس طرح کسی چیز
کو دوام حاصل نہیں جبکہ حقیقتاً اس کو زوال بھی نہیں
جب ایک صوفی اس دنیا کو خیر باد کہہ دیتا ہے تو کوئی دوسرا
اس کی جگہ لے لیتا ہے۔

40. قانونِ عشق

محبت بس محبت ہے

عشق کے بغیر زندگی کسی شمار میں نہیں خود سے یہ سوال مت پوچھو کہ تمہیں کس قسم کی محبت کی تلاش ہے مادی یا روحانی، سماوی یا ارضی، مشرقی یا مغربی: یہ تقسیم تمہیں مزید تقسیم کر دے گی۔ محبت کا کوئی نام نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی تعریف: محبت صرف محبت ہے خالص اور سادہ۔ محبت زندگی کا سرچشمہ ہے اور عاشق آتشی روح۔ دنیا الٹ جاتی ہے جب آگ، پانی سے محبت کرتی ہے۔

حصہ دوئم

چراغِ عشق

1. چراغِ عشق

اپنا سچ

جس کو اپنا دھوکا، دھوکا لگ رہا ہو، جس کو اپنی غلطی، غلطی اور اپنا گناہ، گناہ لگ رہا ہو، جس کی آنکھ خود پہ کھلی ہو جو اپنا سچ جانتا ہو جو خود فریبی کا شکار نہ ہو تو اس کا مطلب ہے اس کا دل زندہ ہے مگر بیمار ہے ایک دن پلٹے کا ضرور ورنہ بعض ایسے مُردے بھی دیکھے ہیں جو دوسروں کی قبریں کھودتے پھرتے ہیں جن کی آنکھ خود پر بند ہوتی ہے اپنی آنکھ کا شہتیر چھوڑ دوسرے کی آنکھ کا تنکا دکھاتے پھرتے ہیں۔

2. چراغِ عشق

عشق مرادِ بیعت

آج ایک اور عقدہ حل ہوا دل کی اِک اور گرہ کھل گئی مرشد اور بیعت کا مقصد بھی تمہیں عشق کا تجربہ کروانا اور خلوص سے روشناس کرنا ہے کیونکہ جب تک تم عشق کی بھٹی سے نہیں گزرتے تمہارے لیے مخلوق سے محبت کا تصور محال ہے خود کی نفی کے لیے عشق کا تجربہ ناگزیر ہے اور خلوص کے لیے دنیا کی حقیقت کا منکشف ہونا بہت ضروری۔ دنیا کی بے ثباتی کا ادراک ہی تمہارے دل میں اشیاء واسباب کی محبت کو جڑ پکڑنے نہیں دیتا عاشق دنیا کی حقیقت جانتا ہے اس کی محبت میں کبھی گرفتار نہیں ہوتا۔

3.چراغِ عشق

عین شین قاف

یقین کیجیے بعض جذبات سے وابستہ الفاظ آپ کو کبھی صحیح طور سمجھ ہی نہ آئیں اور آپ کے لیے محض الفاظ ہی رہیں اگر وہ آپ پر بیتیں نہ___ خوشی اور دکھ ایسے مشروب ہیں کہ ان کو چکھے بغیر ان میں موجود حلاوت اور تلخی کی انواع کا اندازہ ہی نہیں ہو سکتا____ اور صاحبو! یہی حال عشق کا ہے عشق محض تین حرفوں کا مجموعہ، عین شین قاف ہی رہتا ہے جب تک یہ سمندر آپ کو اپنے اندر کھینچ نہ لے اس کی بیکرانی و پایابی صرف اس کے تیراک پر ہی افشاء ہوتی ہیں شاہد پر نہیں۔

4. چراغِ عشق

میزانِ حق

صاحبو! "حق و باطل" دراصل زندگی کا بنیادی تھیسز ہے
تاریخِ انسانی اسی تقسیم کی کہانی ہے قوانینِ حمورابی،
دس الوہی احکامات اور انجیلِ مقدس سے لے کر قرآنِ
پاک سمیت کیا آج بھی تمام ماڈرن قوانین، حلال حرام یا
دوسرے لفظوں میں حق و باطل کی تقسیم نہیں کرتے؟؟
کیا آج بھی مجرم کو اسی تقسیم میں تمیز نہ کرنے کی سزا
نہیں دی جاتی؟؟ ہر انسان چاہے خدا کے وجود سے منکر ہی
کیوں نہ ہو حق و باطل کا کوئی نہ کوئی معیار ضرور رکھتا
ہے___ پس ثابت ہوا حق و باطل کا یہ میزان سب
انسانوں میں جبلی ہے اور خالق کی طرف سے ہی ودیعت
کردہ ہے اس میں انسانی خواہش یا تربیت کو دخل نہیں تو
لامحالہ انسان کی عاقبت بھی اسی میزان سے وابستہ ہے۔

5. چراغِ عشق

نروان بذریعہ خلق

نروان، تکمیلِ ذات یا خدا تک پہنچنے کے ہزار راستوں میں
سے ایک راستہ خدمتِ خلق بھی ہے چاہے وہ جان سے کی
جائے یا مال سے ___ ذات کی نفی اور مخلوق کی بھلائی،
انسان سے فطرت کا مطلوب و منشا ہے جب تم اس راستے کا
انتخاب کر لیتے ہو تو کائنات کی تمام قوتیں تمہارے تابع ہو
جاتی ہیں جنگل، پہاڑ، دریا تمہارے لیے مسخر کر دیئے جاتے
ہیں اس راستے پر تمہارے ہر عمل کو اس کائنات کے ہر
ذرے کی نصرت و تائید حاصل ہوتی ہے خدمت بھی عشق کا
ہی روپ ہے اور عاشق ایک خادم ___

6. چراغِ عشق

خود پر ہنسنے والے اعلیٰ ظرف

جو شخص خود پر ہنس نہیں سکتا، اپنا مذاق نہیں اڑا سکتا یا خود پر ہونے والا مذاق ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہیں کر سکتا، وہ کبھی اچھا دوست یا سچا عاشق نہیں بن سکتا۔ یاد رکھو خود پر ہنسنا بھی اعلیٰ ظرفی اور عاجزی کی نشانی ہے عاشق سوائے اپنے عشق کے کسی چیز پہ غرور نہیں کرتا عشق آفاقی جذبہ ہے جو کسی کم ظرف پہ آشکار نہیں ہوتا۔

7. چراغِ عشق

غم کے چمتکار

غم مختلف لوگوں پر طرح طرح سے اثر انداز ہوتا ہے کچھ غم سے نڈھال ہو جاتے ہیں، کچھ لوگوں کو غم خالی کر دیتا ہے زمین و آسمان کی ساری سوغاتیں ان کے لیے بے معنی ہو جاتی ہیں، کچھ پر غصہ حاوی ہو جاتا ہے اور ان کا یہ بار دوسروں کو اٹھانا پڑتا ہے، کچھ لوگ خود اپنے آنسوؤں میں ہی بہہ جاتے ہیں جبکہ عاشق غم کو منانا جانتا ہے غم اس کی رگوں میں دوڑتا ہے غم عشق کا دریا ہے عاشق اس سے تخلیق کی فصل سیراب کرتا ہے فنونِ لطیفہ میں ہونے والے بہت سے چمتکاروں کا منبع یہی ہے۔

8. چراغِ عشق

بحث برائے تلاشِ حق

اگر بحث سے مقصود تلاشِ حق کی بجائے کسی کی تذلیل یا انا
کی برتری ہو تو فوراً الگ ہو جاؤ یاد رکھو اس جہان میں جو
کچھ ہے اس کا علم ازل سے لوحِ محفوظ پر موجود ہے کسی کی
بھی بساط نہیں کہ کچھ ایجاد کر سکے تم بس وہی دریافت
کرتے ہو جو پہلے سے ہی موجود ہے حق، سچ اور خوشی کسی
کی میراث نہیں آفاقی ہیں اور سب کا حق ان پر برابر ہے
ان کا کوئی دعویدار نہیں بلکہ سب ان کے وارث ہیں
سو اختلافِ رائے کا احترام کرو اور اسے قبولیت بخشو اور علم پر
اترا‌ؤمت کیونکہ تم بس اشیاء کی معلومات رکھتے ہو ان کے
مالک نہیں۔

9. چراغِ عشق

آزاد عشق

عشق جیسے جیسے پختہ ہو گا اتنا ہی آزاد ہوتا جائے گا اس کو کسی "مجازی" بہانے یا محبوب کے سہارے کی ضرورت نہ رہے گی یہاں تک کہ مجازی و حقیقی کی روائتی تخصیص بھی بے معنی ہو جائے گی عشق کی کوئی منزل نہیں یہ خود ہی راستہ ہے اور خود ہی منزل ___ عشق شجر کی طرح ہوتا ہے بے لوث اور بے تعصب، صحراؤں میں پھول کھلانے والا، اپنے سایے اور ثمر کو بغیر کسی تعصب کے بانٹتا ہے بغیر کسی رنگ، نسل، ذات اور مذہبی تفریق کے یہ سب کا ہوتا ہے سوائے اپنے ___ اصل میں یہ "میں" کی نفی ہے۔

10. چراغِ عشق

جھوٹ راندۂ درگاہِ عشق

عشق اپنے مرید کو تمام خوبیوں خامیوں سمیت قبول کرتا ہے گلے لگاتا ہے آہستہ آہستہ اس کی تربیت کرتا ہے یہاں تک کہ خام مال سے اس کو کندن میں بدل دیتا ہے لیکن یاد رکھو جھوٹا آدمی بارگاہِ عشق میں قبول نہیں کیا جاتا وہ راندۂ درگاہ ہے جھوٹا آدمی کبھی عاشق نہیں ہو سکتا جھوٹ محبت کے لیے زہر ہے اور سچ عشق کی معراج اور عاشق سچ کی کسوٹی پر ہی پرکھا جاتا ہے دل کو جھوٹ کی غلاظت سے پاک رکھو تو روح زندہ وجاوید ہو جائے گی۔

11. چراغِ عشق

عبادت کرو احسان نہیں

بعض لوگ عبادت نہیں کرتے بلکہ احسان کرتے ہیں،
لوگوں پر یہاں تک کہ خدا پر بھی __ ان کی خاموشی
بھی اپنے زاہد و عابد ہونے اور دوسروں کی معصیت کے
نعرے لگاتی ہے وہ کپڑوں پر دھبہ تک برداشت نہیں کرتے
چاہے دل سیاہ پڑ جائے __
عاشق مذہبی تعصبات سے ایسے پاک ہوتا ہے جیسے عشق نفرت
سے __ عاشق عبادت کو منزل نہیں بلکہ راستہ سمجھتا ہے
ایسا راستہ جو اسے اخلاق کی معراج تک لے جائے __
عبادت تمہارے دل کو اگر تعصبات اور نفرت سے پاک نہ کر
پائے تو ایسی عبادت کا کوئی فائدہ نہیں __ ایسی عبادت
راوی و چناب کی نذر تو ہو سکتی ہے خدا کی نہیں __

12. چراغِ عشق

متنازعہ ہونا باعثِ عظمت

اس دنیامیں غیر متنازعہ آدمی یا نظریہ، چاہے وہ کتنا ہی مکمل اور عظیم کیوں نہ ہو اس کے بھلائے جانے کا اندیشہ ہمیشہ رہتا ہے اسکے زندہ رہنے کیلئے فطرت مخالف اور مخالفت دونوں کا بندوبست کر دیتی ہے جیسے پانی کے بہاؤ کو برقرار رکھنے کے لیے نہر میں روک لگائی جاتی ہے عشق بھی اپنے حصے کی مخالفت ساتھ لیے پھرتا ہے وہ جہاں ہو جیسا ہو اس کی مخالفت کسی بھی سطح کی ہو، ہوتی ضرور ہے ورنہ عشق بھولی بسری داستاں ہو جائے زندہ وجاوید نہ ہو۔

13. چراغ عشق

شیطان کا کاروبار

صاحبو فطرت نے حرکت کو قابو میں رکھنے کے لیے مزاحمت کا قانون رکھا ہے تاکہ حرکت ممکن ہو سکے اسی طرح اس کائنات کا نظام چلانے کے لیے خدا نے ابلیس کا بندوبست کر رکھا ہے۔
دنیا میں کچھ لوگ شیطان کا کاروبار چلانے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں اگر وہ تمہارے خلوص کو نہ دیکھ سکیں اور تمہاری محبت سے متاثر نہ ہوں تو اس میں پریشانی کی بات نہیں کیونکہ خیر و شر لازم و ملزوم ہیں تم اپنے عشق پر قائم رہو شیطان تمہیں عشق سے نہ پھیر سکے مخلوق کی محبت کبھی تمہارے دل سے محو نہ ہو شیطان کا کاروبار دراصل تمہارے عشق کی آزمائش ہے۔

14. چراغِ عشق

عشق، دل کی آنکھ

بعض اوقات تمہاری بصارت میں سب سے بڑی رُکاوٹ تمہاری اپنی آنکھیں ہوتی ہیں جو تمہیں خود سے آگے دیکھنے ہی نہیں دیتیں جب دل کی آنکھ بند ہو تو آنکھیں ہونے کے باوجود تم دنیامیں ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہو۔
عشق تمہارے دل کی آنکھ تم پر کھول دیتا ہے تمہیں ایسی بصارت عطا کرتا ہے کہ ظاہری آنکھ سے پوشیدہ چیزیں بھی تم پر وا ہونے لگتی ہیں عشق کا رنگ و نور چہار اطراف اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے کہیں بھی شر، جہل اور نفسا نفسی کو پناہ نہیں ملتی عشق کی راہنمائی تمہیں کامل کر دیتی ہے۔

15. چراغِ عشق

نفرت کو سمجھو

کسی سے حقیقی عشق ممکن ہی نہیں جب تک اس کو سمجھا نہ جائے اگر کسی سے پرخاش ہو اس کی قربت کھلنے لگے تو فوراً رجوع کرو اس کو سمجھنے کی کوشش کرو اس کے لیے سادہ سا اصول ہے کہ ہمیشہ خود کو اس کی جگہ رکھ کر سوچو اس کا خاندانی پسِ منظر، اس کی تعلیم و تربیت، اس کی زندگی کے حادثات، اس کے رجحانات، اس کا مزاج ہمیشہ پیش نظر رہیں ___

یاد رکھو! سچا عاشق کبھی کسی کے لیے بغض نہیں پالتا نفرت تو ممکن ہی نہیں کسی کی زندگی میں مثبت تبدیلی محبت سے ہی ممکن ہے نفرت صرف نفرت کو جنم دیتی ہے محبت ہی حق کا راستہ ہے ___

16. چراغِ عشق

مذہب کا آسیب

بعض لوگوں کے لیے مذہب آسیب کی طرح ہوتا ہے کسی
بھوت کی طرح ان کی ذات سے چمٹا ہوا، دماغی خلل کا
باعث ___ مذہب کائنات کا روحانی پہلو ہے لطیف احساس
ہے خالقِ کائنات سے آپ کا رابطہ استوار کرتا ہے آپ کو اخلاقی
معراج تک لے جاتا ہے ___ مذہبی جنونی کسی نہ کسی
صورت میں احساسِ گناہ کے بوجھ تلے دبے ہوتے ہیں اور
لاشعوری طور پر شدت پسندی کو کفارہ کے طور پر اپنا لیتے
ہیں۔
عاشق کبھی شدت پسند نہیں ہوتا اس کا مذہب اسے نفرت
نہیں محبت سکھاتا ہے اس کا ایک ہی بنیادی اصول ہوتا
ہے انسانیت اور محبت، باقی سب وہ اسی کسوٹی پر پرکھتا ہے۔

17..چراغِ عشق

قدرت کے دو بڑے راز

موت اور وقت، قدرت کے دو بہت بڑے راز اور پُراسرار حقیقت ہیں یہاں تک کہ "راز دانوں" کو بھی اس کے صرف اشارے دیئے گئے ہیں مکمل حقیقت صرف اور صرف اللہ پاک کی ذات ہی جانتی ہے موت کا خوف اور وقت کا اسرار انسان کی بہت بڑی آزمائش ہیں ان سے کشمکش آخری سانس تک جاری رہتی ہے موت سے گریز اور وقت کی گرفت ناممکن ہیں۔

عاشق موت سے نہیں ڈرتا کیونکہ وہ زندگی کی ملکیت کا دعویدار ہی نہیں بلکہ اس کو جیتا ہی دوسروں کے لیے ہے موت اس کے لیے شامِ زندگی اور صبحِ دوامِ زندگی ہے ترقی و نمو پا جانے کا نام ہے محض لباس کی تبدیلی ہے وقت کا ضیاع اس کے نزدیک کفر ہے وہ ہر لمحے سے زندگی کشید کرنے کا ہنر جانتا ہے۔

18. چراغِ عشق

اصولِ تقسیم

اس کائنات میں کچھ اصول بڑے اٹل اور مسلمہ ہیں جو بغیر ظاہر ہوئے بڑی خاموشی سے اس نظام میں کارفرما ہیں وہ شاید حساب کتاب کی زبان میں نہ آسکیں لیکن نتائج کے اعتبار سے بڑے دور رس ہیں ___ انہی اصولوں میں سے ایک تقسیم کا اصول بھی ہے یاد رکھیں جو بھی آپ دوسروں کو بے لوث (خدا کی راہ میں/انسانیت کی خاطر) دیتے ہیں وہ کسی ریاضی کے پکے پکائے اصول کی طرح ضرب کھا کر واپس آپ ہی کی جھولی میں آ گرتا ہے اس اصول کی حقانیت منطقی سے زیادہ تجرباتی ہے آپ کے ارد گرد معاشرے میں اس اصول کے کئی داعی اور پیروکار ملیں گے۔

19. چراغِ عشق

شریف آدمی

شریف آدمی. کسی کام کا نہیں ہوتا کیونکہ وہ بے نیازی جیسی صفت سے مالا مال ہوتا ہے دوسروں سے لاتعلق غیر متاثر اور اپنی ذات کا محور خود____ دیکھو بے نیازی خدا کا وصف ہے انسان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ دوسروں سے لاتعلق اور بے نیاز رہے۔

جس شخص کے ہونے نہ ہونے سے دوسروں کو کوئی فرق نہ پڑے وہ زندوں میں بھی مُردوں جیسا ہے۔

عاشق کبھی بے نیاز نہیں ہوتا وہ جیتا ہی دوسروں کے لیے ہے ہاں وہ بے نیاز ہوتا ہے صرف اپنی ذات سے، خود سے____ دوسروں کی تکلیف اسے بے چین کر دیتی ہے وہ اوروں کی خوشیوں سے نہال ہوتا ہے یاد رکھو تمہاری ہستی دوسروں کے لیے شجر جیسی ہونی چاہیئے جو خود تو سرد گرم برداشت کرے لیکن دوسروں کو ہمیشہ چھاؤں اور ثمر ہی بانٹے۔

20. چراغِ عشق

مزاج اور رجحان

نیکی کے راستے پر تم عموماً اپنے معاملات میں مفاد پرستی کا تو کڑا محاسبہ کرتے ہو لیکن مزاج اور رجحان کے عناصر یکسر نظر انداز کر جاتے ہو تمہارے مزاج کا سمندر طلاطم خیز ہے جس کے بہاؤ میں انصاف بہہ جاتا ہے اس کے سامنے صرف اور صرف اصول ہی بند باندھ سکتے ہیں ورنہ تمہیں احساس بھی نہ ہو گا کہ یہ طوفان تمہیں انصاف سے کتنا دور لے گیا ہے۔

بظاہر تو عشق بھی ایک سوچ ہے جو رفتہ رفتہ تمہارا مزاج بن جاتی ہے لیکن اس میں ایک ہی اصول کارفرما ہے جو اس کے آگے بند باندھے رکھتا ہے وہ ہے خود کی نفی اور دوسروں سے بے لوث محبت عاشق عشق کے بحر بیکراں کو قابو ہی اس اصول پر کرتا ہے ورنہ عشق کی شدت اس کو بہا لے جائے۔

21. چراغِ عشق

خوش گمانی بھی نیکی ہے

دیکھو لوگوں کو سونے کا سمجھ کر تجوری میں رکھو اگر ان کا کھوٹ سامنے آجائے تو بس ان کو واپس طاق میں رکھ دو ان کے خلاف غصے یا انتقام کو دل میں جگہ مت دو لوگوں سے توقعات ضرور رکھو لیکن ان سے مایوس مت ہو لوگوں کے متعلق خوش گمانی بھی نیکی ہے بد گمانی ایسا زہر ہے جس سے سب سے پہلے تمہارا اپنا دل سیاہ پڑتا ہے یہ ایسا خوف ہے جس کے سائے میں عشق کے پھول کھل ہی نہیں سکتے۔

قیافہ شناسی جیسا کوئی علم وجود نہیں رکھتا دوسروں کے بارے پہلی نظر میں غلط تاثر قائم کر لینا درست نہیں لوگوں کو انکا تاثر خود بنانے کا موقع دو نہ کہ ان کو زبردستی وہ کپڑے پہنانے کی کوشش کرو جو ان کو پورے نہ آئیں عاشق کسی کے بارے میں .برا سوچ ہی نہیں سکتا وہ اجنبیوں کو بھی دل میں جگہ دیتا ہے بلکہ وہ تو وہ بُروں کو بھی ہنس کے جھیلتا ہے۔

22.چراغِ عشق

دُعا

دیکھو دعا ایک مشورہ ہے گلہ ہے شکوہ ہے دُکھڑا ہے درخواست
ہے دعا عبودیت کا اعلان ہے دعا پر خواہش کا اتنا بوجھ مت لادو
کہ اس کا دم نکل جائے دعا اصلاح احوال اور روح کی
بالیدگی کا ذریعہ ہو نہ کہ خواہشات کا پلندہ ــــــ
دعا مانگتے وقت محتاط رہا کرو مبادا دعا قبول ہو جائے اور پھر تم
ساری عمر اس قبولیت کا بوجھ اٹھائے اٹھائے پھرو ــــــ خدا
کی مشیت میں ہم کہاں کھڑے ہیں وہ ہم سے بہتر جانتا ہے
جب بھی دعا مانگو اس کو اپنے رب کی چاہت سے مشروط کر
دو ــــــ دعا میں خدا کے رہبر مت بنو بلکہ اس کی
رہبری طلب کرو کہ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے ــــــ
عاشق کی دعا ہمیشہ دوسروں کی حاجات سے بھری ہوتی
ہے اس کا رب سے تعلق بہت مضبوط اور با اعتبار ہوتا ہے۔

23.چراغِ عشق

مسکراہٹ جواب

بہت سی باتوں، بہت سے سوالوں، بہت سی شکایات کا علاج محض ایک دل جیتو مسکراہٹ اور جادوئی معانقہ ہوتا ہے بعض اوقات جواب معاملے کو حل کرنے میں مانع ہو جاتا ہے پُر خلوص مسکراہٹ ہزاروں دلیلوں پر بھاری ہوتی ہے اکثر بحث جیت کے لیے کی جاتی ہے نہ کہ مطمع نظر تلاشِ حق ہو۔

کوئی وقت بہت بھاری ہوتا ہے اس کو جینے، اس میں رہنے یا اس میں کوئی فیصلہ کرنے سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ اس کو ٹال دیا جائے سو صائب صورت یہی ہے کہ بڑے سے بڑے شکوے کو عشق کی ضرب سے گرایا جائے مسکراہٹ سے دل جیتے جا سکتے ہیں نفرت کی دیواریں گرائی جا سکتی ہیں اور یہ عاشق کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

24. چراغِ عشق

عادت و عمومیت

قربت بڑی خوفناک شئے ہے محبت کی شکل اور اطوار بدل ڈالتی ہے محبت کے تقاضے بدل دیتی ہے انسانی فطرت میں عادت اور عمومیت تباہ کن ہیں کوئی چیز چاہے کتنی ہی اہم ہو جیسے ہی عادت اور عمومیت کے دائرے میں آتی ہے بے وقعت ہو جاتی ہے مکہ کے رہائشی کعبہ کی طرف پیٹھ موڑے اُسے یکسر نظر انداز کیے ہوئے روز مرہ کی گفتگو میں مصروف ہوتے ہیں خدا اپنی تخلیق کو جانتا ہے اس کے بظاہر پردے میں رہنے کے پیچھے بھی یہی اصول کارفرما لگتا ہے۔
مگر قربت ہو عادت ہو یا عمومیت عشق کا کچھ نہیں بگاڑ پاتے عشق ممکنات اور نئی جہتوں کا امین ہے بلکہ قربت اور عمومیت عشق کو کاملیت اور پختگی بخشتے ہیں عشق تریاق ہے اور عاشق زندہ و جاوید۔

25. چراغِ عشق

محرومیوں کا انتقام

دیکھو زندگی میں جدوجہد تقریباً سبھی کرتے ہیں اونچ نیچ، سرد گرم اور نشیب و فراز بھی بہت سے لوگوں کے حصے میں آتے ہیں لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ تم خود سے یا دوسروں سے انتقام لینا شروع کردو۔

یارو! جدوجہد کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی خامیوں کو پچھاڑتے جاؤ کندن بنتے چلے جاؤ اپنی ناکامیوں اور محرومیوں کا رونا مت رو تمہارے ارد گرد لوگ تمہیں ہنستا مسکراتا پائیں۔

عاشق دوسروں سے بڑا ہوتا ہے جس کی کمر غموں کے بوجھ سے جھکی ہو اسکا بوجھ بانٹ لیتا ہے گلے شکوے گھول کے پی جاتا ہے خود کو پچھتاوے اور مایوسی کا گھن نہیں لگنے دیتا جو گزر گیا اس کو چھوڑ کر آگے بڑھتا ہے خود کو لاحاصل کی جستجو میں ہلکان نہیں کرتا۔

یاد رکھو زندگی کا معیار صحت اور خوشی سے جڑا ہے نہ کہ دولت سے بہت سے لوگ دولت صرف جمع کرسکتے ہیں خرچ نہیں۔

26.چراغِ عشق

منفی سوچ کا زہر

تم سانپ نہیں جو تمہارا زہر تم پر اثر نہ کرے تمہارے لیے زہر تریاق نہیں بن سکتا چاہے وہ تمہارا خود کا زہر ہی کیوں نہ ہو___ یہ زہر منفی سوچ اور منفی طرزِ عمل ہے جو تم زندگی کی طرف رکھتے ہو___ منفی بات، منفی سوچ اور منفی طرزِ زندگی کسی اور کو تو شاید بعد میں نقصان پہنچائیں اس سے قبل تمہیں ضرور تباہ کر دیتے ہیں۔

خدارا اپنے اندر موجزن محبت کے سیلاب کو راستہ دو اس کے سامنے منفی سوچ کے بند مت باندھو عاشق منفی سوچ کو قریب بھی نہیں پھٹکنے دیتا وہ تو اثبات کا مادھو ہے غیروں سے بھی انس رکھنے والا دل میں عشق کا تریاق لیے ہوئے۔

27. چراغ عشق

انفرادی نظریہ زندگی

زندگی میں کسی دوسرے نظریے کے زیرِ اثر جینا بہت مشکل ہے یہ ایک ایسے بوجھ کی طرح ہے جس کا وزن تمہاری کمر دوہری کر دے تم مسلسل اس کی مطابقت کے لیے سعی کرتے رہتے ہو مگر پھر بھی اطمینان اور سکون کی منزل سے کوسوں دور رہتے ہو دیکھو سب ہنر مندوں کی بنیادی دسترس کسی اوزار پر ایک جیسی ہی ہوتی ہے اس مقام سے آگے ہر ہنر مند کو اپنی انفرادیت پانے کے لیے جدوجہد کرنا چاہیئے کوشش کرو کہ زندگی کے متعلق اپنا نظریہ بناؤ جو انصاف اور تمہاری صلاحیتوں سے میل کھاتا ہو جو اس کردار سے مشتق ہو جو فطرت نے تمہارے لیے دنیا میں مقرر کیا ہے۔

28. چراغِ عشق

خدا سے عشق

خدا سے عشق کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ عشق کوئی مذہبی ضابطہ نہیں جس کو تم اپنے اوپر لاگو کر لو عشق تو وہ راگ ہے جس کا الاپ دل کے بغیر ممکن ہی نہیں سو تم خوگرِ پیکرِ محسوس ہوتے ہوئے ان دیکھے خدا سے کیسے عشق پال سکتے ہو؟ کبھی عشق کے متعلق غور کرو تم دیکھو گے کہ کسی سے عشق بعد کی بات ہے پہلے اس کے حسن، اس کی ادائیں اس کے جزئیات سے محبت ہوتی ہے محبوب کی شخصیت اس کے بہت بعد میں آتی ہے خدا سے عشق بھی اس کی مخلوق کے ذریعے ہی ممکن ہے جب اس کی تخلیق کی نیرنگی اور وسعت تمہاری عقل کو خیرہ کر دے اور تم اس کے عجائبات پر جب عش عش کر اٹھو تو خالق سے لگاؤ اور محبت عین فطری ہوں گے۔

29. چراغِ عشق

ذہانت وسیع القلبی و وسعتِ نظری ہے

ذہانت کا پست معیار یہ ہے کہ جو چیز تمہارے تجربے میں نہ آئی ہو یا جس حقیقت کا ادراک تمہارے علم سے ماورا ہو تم اس سے انکار کر دو ــــ اگر اسی کو ذہانت کا معیار تسلیم کر لیا جائے تو وہ علم جو صدیوں سے ہوتا ہوا مجموعی انسانی شعور نے "آج" کو منتقل کیا ہے وہ سارا اکارت ہے ــــ دیکھو ذہانت یہی ہے کہ "اپنے موجود" پر قنات نہ کرو اور اس پر انکار کی دیوار بھی کھڑی نہ کرو۔

عاشق کے لیے ذہانت کا ایک ہی معیار ہے وسیع القلبی و وسعتِ نظری ــــ عاشق ہر نئے خیال ہر نئی حقیقت کو قبولیت بخشتا ہے فوری انکار اس کی فطرت میں نہیں ــــ جب تک کوئی خیال باطل ثابت نہ ہو جائے یا علم کی کسوٹی پر رد نہ ہو جائے عاشق اس کے متعلق قطعیت کا طرزِ عمل اختیار نہیں کرتا۔

30.چراغِ عشق

تقدیر و تدبیر

یارو! تقدیر کیا ہے "تقدیر" فطرت کا وہ پروگرام ہے جو اس نے کائنات کے لیے ترتیب دیا ہے سوال یہ ہے کہ اس میں فرد کا مقام و کردار کیا ہے؟ کیا فرد تقدیر کے تابع ہے یا آزاد اور اختیار کے ساتھ؟ فرد تقدیر کے تابع ہے نہ تقدیر فرد کے بلکہ فرد کا اختیار اور صلاحیت اور اس سے وابستہ ممکنات، خالق کے علم میں ہیں تقدیر خالق کے علم کا ہی نام ہے اور کچھ نہیں وہ بخوبی جانتا ہے کہ اس کی مخلوق کے ممکنہ افعال اور ان کے نتائج کیا ہیں مخصوص حالات میں وہ کیا کر سکتے ہیں اور ان کے نتائج کیا ہوں گے خالق کے اسی علم کا نام تقدیر ہے تقدیر کوئی متعین راستہ نہیں جس پر ہم چلنے کے لیے مجبور کر دیئے گئے ہیں۔

31. چراغِ عشق

تخلیق اور تسخیر

خالق نے مخلوق کا امتحان تسخیر میں رکھا ہے چاہے وہ معاشرے کی اخلاقی معراج کے لیے مجموعی شعوری جدوجہد ہو جو آفاقی اصولوں کی تجرباتی تسخیر سے جڑی ہے یا کائنات کی وسعتوں کو پھلانگنے کے لیے فطرت کے مقرر کردہ اٹل قوانین کی علمی دریافت ___ انسانی علم و شعور کی نیرنگیوں اور کمالات سے بھری ہماری ارد گرد کی دنیا اور فلاحی ریاست کا ارتقائی سفر اس تسخیر کے سفر کا ثبوت ہیں ___ لیکن خالق نے سب سے منفرد اور پیچیدہ ترین تخلیق سب سے پہلے خود ہی خلق کر دی ہے یعنی جسم ___ جسم انتہائی پیچیدہ، نفیس اور خودکار نظام رکھتا ہے ماہرین اس کو لے کر انگشت بدنداں ہیں ___ اس میں مخلوق کا امتحان ہے اس کے لیے ایک للکار ہے ایک مہمیز ہے کہ آؤ لاؤ اپنے اپنے شاہکار اس کے مقابلے میں ___

32. چراغِ عشق

گریہٗ یعقوب

ادب میں معجزاتِ یوسف کا بہت چرچا لیکن گریہٗ واضطرابِ یعقوب کے ساتھ انصاف نہیں ہوا___ یعقوب کی تڑپ ان کا عشق اور انتظار وہ مقام نہ پا سکے جس کے وہ حقدار تھے لگن، جستجو اور اضطراب بھی خدا تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں ان انتہاؤں نے یعقوب کو حق سے روشناس کروایا روحانیت کی وہ گرہیں کھولیں جو برسوں سے ان کی راہ کھوٹی کر رہیں تھیں یعنی جستجو و لگن صرف حق کی ہے اور باقی سب موجودات اسی سے جڑے ہیں سالک اپنی جستجو سے، زاہد اپنے زہد سے اور عاشق اپنے گریہٗ ولاگ سے حق کو پا لیتے ہیں ضروری نہیں کہ جستجو، زہد یا لگن براہِ راست حق کے لیے ہوں یہ کسی موجود سے جڑے ہو سکتے ہیں لیکن ہوتے نشانِ منزل ہیں۔

غنی روزِ سیاہ پیرِ کنعاں را تماشا کن
کہ نورِ دیدہ اش روشن کند چشمِ زلیخا را

ترجمہ: غنی کیا برا دن ہے کہ پیرِ کناں (حضرت یعقوب) حیران کھڑے محوِ تماشا ہیں کہ ان کی آنکھوں کے نور (حضرت یوسف) نے زلیخا کی آنکھوں کو روشن کر دیا ہے۔

33.چراغِ عشق

آدھے گلاس کا دکھ

زندگی کی سب سے خطرناک اپروچ آدھے گلاس کا دکھ ہے۔__ آدھا بھرا گلاس نظر انداز اور آدھے خالی گلاس پر ماتم کناں اس کا شکار دوہری آگ میں جلتا ہے ایک طرف تو میسر نعمتوں سے راحت وانبساط اٹھ جاتے ہیں تو دوسری جانب لاحاصل کی پیاس سے گلا سوکھ کر کانٹا ہو جاتا ہے عاشق، عشق کے ابتدائی اسباق میں ہی اس فطری خامی پر قابو پالیتا ہے وہ ان نعمتوں کے معاملے میں خود کو خالق کا مقروض سمجھتا ہے اس کا شکر گزار ہوتا ہے عاشق اشیاء کی ملکیت کا منکر ہے وہ نعمتوں سے لطف اٹھاتا ہے اور ان کی تقسیم کی خُو ڈالتا ہے حصول کے لیے مثبت طرزِ فکر اپناتا ہے یوں کسی لاحاصل کا کرب اسے لاحق نہیں ہوتا۔

34. چراغِ عشق

غلط فہمی بنیاد نہیں عمارت ہے

اکثر لوگوں کو کہتے سنا کہ فلاں جھگڑے یا ناچاقی کی بنیادی وجہ معمولی سی غلط فہمی ہے دراصل غلط فہمی کبھی بھی بنیاد نہیں ہوتی بلکہ یہ وہ عمارت ہے جو شک اور بداعتمادی کی ان بنیادوں پر استوار ہوتی ہے جو تم دوسروں کے بارے اپنے دل میں خواہ مخواہ کھود لیتے ہو تو کسی بھی قضیئے کی بنیاد تو شک اور بداعتمادی ہوئی نہ کہ غلط فہمی ___ یہ غلط فہمی کبھی کسی دوست، ہمدم و مونس کے لیے پیدا نہیں ہوگی جب تک کہ اس کے بارے شک یا بداعتمادی تمہارے دل میں جڑ نہ پکڑے ___ دوست اور ہمدم کی بظاہر نظر آنے والی غلطی کو بھی مثبت تاثر اور سوچ سے زائل کیا جاتا ہے کہ اس کے بارے ایسا سوچنا بھی محال ہے۔
یہی سوچ ہے جو ایک عاشق کے طرز فکر کو عام لوگوں سے جدا کرتی ہے عاشق کسی کے خلاف اپنے دل میں شک یا بداعتمادی کے بیج پنپنے نہیں دیتا مبادا اُسے غلط فہمی کی فصل کاٹنا پڑے۔

35.چراغِ عشق

اختلاف کا ہنر

صاحبان! اختلاف ایک ہنر ہے اور کرنے والا ہنر مند___ اختلاف ہر کسی کے بس کی بات نہیں عام مخالف تمہاری ذات اور تمہاری سوچ میں فرق رکھنے کے قابل نہیں ہوتا جبکہ مخالف اگر ہنر مند ہو تو اس فرق کو سمجھتا ہے وہ تمہاری ذات اور تمہاری سوچ کو خلط ملط نہیں ہونے دیتا اور تمہارے گلے کو نہیں آتا__ حق کسی کی میراث نہیں اور ہنر مند اس نقطے کو سمجھتا ہے اختلاف اچھے طریقے سے بھی کیا جا سکتا ہے جس طرح اخروٹ کبھی خول سمیت نہیں کھایا جاتا اسی طرح اختلاف سے سخت الفاظ کا خول اتار دیا کرو اختلاف تو کیا ہلکی پھلکی گفتگو کو بھی سخت الفاظ اور تُرش لہجہ نیم بنا دیتے ہیں اپنی گفتگو میں سے سخت الفاظ چھانٹ کر نکال دو___ سخت لہجہ یا حتمی انداز گفتگو جو دوسروں کی رائے کے اظہار سے قبل ہی تمام رستے مسدود کر دے کسی طرح بھی اخلاق کے اعلیٰ معیار پر پورا نہیں اترتے__ تمہاری گفتگو میری رائے میں، میرے مطابق یا میرے فہم جیسے جملوں سے عبارت ہونی چاہئے___

عاشق معتدل الفاظ، نرم لہجہ اور مہذب الفاظ سے اپنی گفتگو بڑھاتا ہے سخت الفاظ ہوں یا حتمی انداز تخاطب، ان سے اسے کوئی علاقہ نہیں۔

36. چراغِ عشق

میں جانتا ہوں کہ میں نہیں جانتا

یقین کیجیئے مشورہ دینے والوں سے مشورہ ماننے والے زیادہ دانشمند ہوتے ہیں کیونکہ مشورہ طلب کرنے کے پیچھے جو سوچ کارفرما ہے وہ علم و حکمت کی بنیاد ہے سقراطی الفاظ میں "میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ میں کچھ نہیں جانتا" یعنی اپنی کم مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے کارِ جہاں کی پُرکاری اور ممکنات کا لامتناہی اسلوب تسلیم کرنا، خود ستائی کی بجائے بہتر رائے کو تسلیم کرنے کی جرأت ___ تسلیم و رضا کا دوسرا طلسماتی پہلو "عمل" ہے عقلمندوں سے محنتی لوگ زیادہ خوشحال دیکھے ہیں باعمل لوگ غم و اندوہ سے زیادہ محفوظ و مامون رہتے ہیں بانسبت بے عمل دانشمندوں کے اس چراغ کا مقصود یہی ہے کہ حق کسی کی میراث نہیں اور اس کو اپنانے میں کوئی عار نہیں ایجاد کسی کی بساط نہیں اور دریافت ایسا موقعہ ہے جو کسی بھی سالک کی راہ میں آسکتا ہے۔

37. چراغ عشق

غصے کو راستہ دو

دیکھو غصہ فطری جذبہ ہے بالکل ایسے ہی جیسے غمی، خوشی، مایوسی یا اطمینان وغیرہ غصہ بھی قدرتی ہے تم سب اس سے گزرتے ہو مسئلہ غصہ نہیں اس کے اظہار کا طریقہ ہے اگر اظہار تشدد یا بدتمیزی میں متشکل ہو تو اس خراب کرتا ہے اگر اظہار منظّم اور اخلاقی معیار کے مطابق ہو تو شخصیت کی مضبوطی کا ثبوت ہے عموماً تم غصے کو دباتے ہو نہ کہ اس کے اظہار کو کوئی مثبت راستہ دو اپنے غصے کو راستہ دو غصہ دبانے سے کہیں تمہارے لاشعور میں چھپ جاتا ہے اور کسی نامناسب موقعہ یا غیر متناسب شکل میں سامنے آتا ہے جس پر نہ صرف دوسرے بلکہ خود تم حیران و پریشان رہ جاتے ہو جس کا لازمی نتیجہ شرمندگی و پشیمانی کی شکل میں نکلتا ہے اس کا حل یہ ہے کہ اپنے غصے کو مثبت راستہ دو بہت سے تعمیری اور تخلیقی کارناموں کی بنیاد یہی مثبت طرز عمل ہے کھیل کے میدان، پیشہ وارانہ مسابقت اور تندہی والے ردعمل غصے کے مثبت اظہار کی اشکال ہیں نیلسن منڈیلا کی تاریخی جدوجہد ہو، گاندھی جی کا عدم تشدد کے نظریے کا پرچار ہو یا محمد علی کلے کا باکسنگ میں بامِ عروج تک پہنچ جانا نسل پرستی کے خلاف غصے کے مثبت اظہار کی بہترین امثال ہیں۔

38.چراغِ عشق

زندگی جیو جوڑو مت

ہم زندگی کو جیتے نہیں بس جوڑتے جاتے ہیں یہاں تک کہ وقت ختم ہو جاتا ہے اور جمع شدہ زندگی ضائع__ آج میں جیو مستقبل کا سوچو ضرور لیکن اس کا بوجھ مت پالو__ ہم مستقبل کی فکر میں حال بے حال کیے رہتے ہیں جوڑنے کی دھن میں اتنا جمع کر لیتے ہیں کہ خرچ کی سکت باقی نہیں رہتی اور ورثاء کے لیے سہل پسندی و بے کاری جیسے وبال چھوڑ جاتے ہیں۔

جوڑنا بھی ایک بیماری ہے جس کا مریض ہندسوں سے کھیلتا ہے ہندسوں میں خوش رہتا ہے ہندسے آگے پیچھے کرتا ہے اور یوں اس کے ہندسے اسکے جذبوں پر بھاری پڑ جاتے ہیں اس کی کل کائنات بس یہ ہندسے ہی ہوتے ہیں۔

عاشق زندگی جیتا ہے جوڑتا نہیں وہ حال کا آدمی ہوتا ہے زمانہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا مستقبل اس کے لیے محض کل کا حال ہے۔

39. چراغِ عشق

خود کو معاف کرو

کسی سے انتقام لینا ہو، کسی ناراضی سے دل بوجھل ہو یا خود پر غصہ ہو اور حساب چکانے، قرض اتارنے کا موقعہ نہ مل رہا ہو تو گلے میں زندگی کا پھندا کس جاتا ہے سانس کے رستے سینے میں کئی چونگیاں بن جاتی ہیں جیسے زندگی محصول وصول کرنے لگے۔

یاد رکھو یہ بوجھ تمہیں مار ڈالے گا ارے دوسروں کو نہیں تو خود کو ہی معاف کر دو اس اذیت اور پریشانی سے خود کو نکالو____ دشمن کو خدا کے لیے معاف کر دو، جو ناراض ہو غلطی کا تعین کیے بغیر کہ کس کی ہے دل صاف کرو اور اسے آگے بڑھ کے گلے لگا لو خود پہ ترس کھاؤ___ دوسری طرف بعض لوگ خود کو بھی کبھی معاف نہیں کرتے ہر بات پر خود کو ذمہ دار ٹھہراتے اور معتوب کرتے ہیں خود پر تنقید کے اتنے کوڑے برساتے ہیں کہ ان کے اعتماد کی کمر لہولہان ہو جاتی ہے ان کی کتاب میں خود کے لیے معافی کی

گنجائش نہیں ہوتی ایسے لوگوں کا ماضی ان کا پیچھا نہیں چھوڑتا وہ چاہتے ہیں ماضی میں واپس جائیں نئے سرے سے جئیں بھئی "جو ہو گیا سو ہو گیا" تم کیا بڑے بڑے لوگ بھی غلطیوں، کوتاہیوں، گناہوں سے محفوظ نہیں رہے سو خود کو معاف کرو آگے بڑھو یقین کرو زندگی آسان ہو جائے گی تم خود کو ہوا کی طرح ہلکا پھلکا محسوس کرو گے زندگی میں رنگ اور تم میں امنگ لوٹ آئے گی۔

40. چراغِ عشق

ہمارے تالے اور ان کی کنجی

بہت سے کام ہم بغیر سوچے سمجھے یا عادتاً کرتے ہیں اور بعض عادات تو ایسی پختہ ہوتی ہیں کہ باوجود کوشش کے ان کی منطق سمجھ آتی ہے نہ توڑ ملتا ہے لاکھ شعور کی گرہیں کھولیں سرا نہیں ملتا دراصل ہمارے لاشعور میں لگے یہ تالے ہماری شخصیت کو باندھ دیتے ہیں اور شخصیت کی تکمیل ممکن نہیں رہتی مثال کے طور پر کچھ لوگ ہاتھ کے بہت تنگ ہوتے ہیں کسی دوسرے پر تو درکنار خود پہ بھی خرچ نہیں کر سکتے، کچھ نئے لوگوں اور نئی جگہوں سے گریزاں رہتے ہیں، کچھ لوگ کپڑوں اور جوتوں کے ڈھیر ہونے کے باوجود انہیں پہننے سے زیادہ سنبھالتے ہیں، بعض لوگ نئی چیزیں خریدنے یا ان کے استعمال سے خوفزدہ ہوتے ہیں، بعض تنقید برداشت نہیں کر سکتے، کچھ خود غرضی سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے تو کچھ منفی رجحانات رکھتے ہیں اس طرح کی لاتعداد امثال ہیں۔

یہ اور ان جیسے بہت سے تالے تم شعوری کوشش سے نہیں
کھول سکتے اس کے لیے تمہیں عشق کی کنجی درکار ہے جو تم
پر دنیا کی بے ثباتی آشکار کر دیتی ہے یہ اپنے پرائے کی تخصیص
مٹا دیتی ہے تمہیں دوسروں سے بے غرض محبت کا راز
معلوم ہو جاتا ہے تم خود پرستی کے چنگل سے آزاد ہو جاتے ہو
یوں یہ تالے خود بخود کھلتے چلے جاتے ہیں۔

× × ×
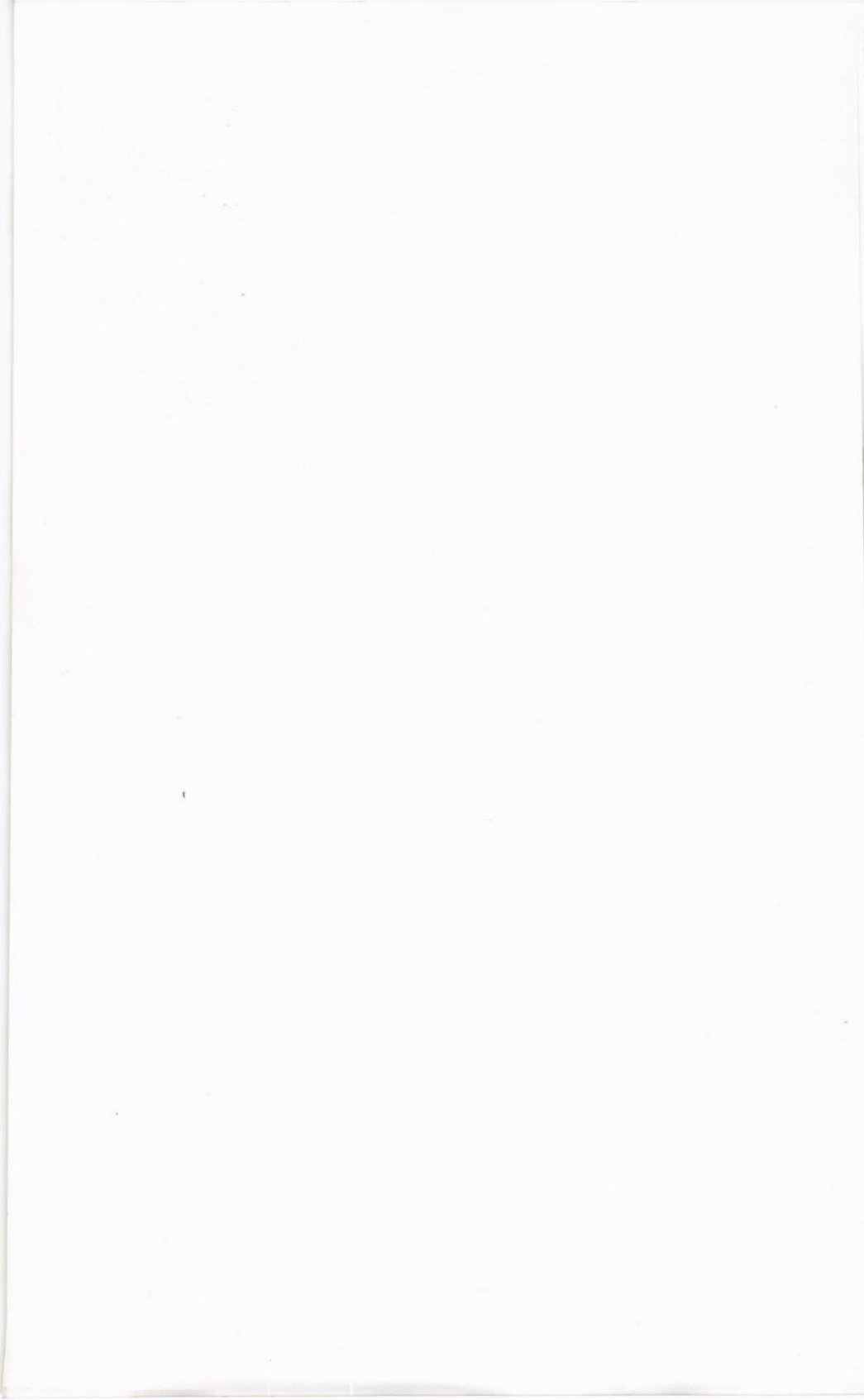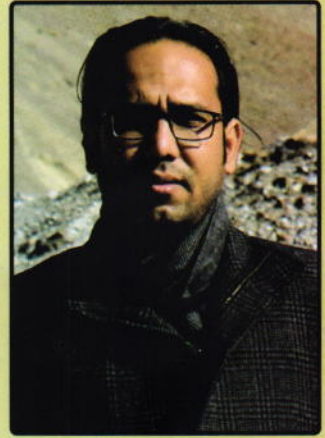
کہتے ہیں کہ عشق انسان کی گھٹی میں پڑا ہے۔ اسی کی وجہ سے انسان جنت سے نکالا گیا اور اس نے ہی انسان کو دنیا میں آباد کیا۔ فلسفی کہتے ہیں کہ رب ضرور ایک ماہر ریاضی دان ہے، جبکہ صوفیاء کے مطابق وہ ضرور ایک عاشق ہے۔ شمس تبریز کے عشق کے چالیس اصول پڑھ کر لگتا ہے کہ یہ دونوں باتیں ہی صحیح ہیں۔ شمس تبریز، جن کا عشق لامحدود وسعتوں اور جہتوں کا حامل ہے، اور مولانا جلال الدین رومی، جن کی مثنوی کو ہست قرآن در زبانِ پہلوی کہا جاتا ہے، کی مقدس جوڑی سے بڑھ کر کون بتا سکتا ہے کہ عشق کے اسرار و رموز کیا ہیں۔ شیراز احمد نے ان دونوں صوفیاء کی تعلیمات کی عرق ریزی سے عشق کے یہ چالیس چراغ اخذ کیے ہیں جو اپنی نوعیت کا منفرد کام ہے۔

شیراز احمد ایک ماہر قانون دان ہونے کے ساتھ ساتھ فلسفے تاریخ اور ادب سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ تصوف پر ان کا مطالعہ گہرائی اور وسعت کا حامل ہے۔ امید ہے کہ عشق اور صوفیانہ کلام کی دنیا میں یہ کام ایک سنگ میل ثابت ہوگا اور مستقبل میں ہمیں اسی طرح کی اور بھی تحریریں پڑھنے کو ملیں گی۔ اپنی آتشِ عشق میں تو شیراز احمد کود گئے، اب دیکھتے ہیں ان کے پیچھے کون کون کودتا ہے۔

مخدوم ٹیپو سلمان
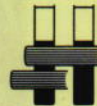
لاہور • حیدر آباد • کراچی

@fictionhousepublishers www.fictionhouse.com.pk

ISBN 978-969-562-831-7